ڈاکٹر محمد یوسف خشک

سچل سرمست اور سائنسی علوم

Abstract: - *After Sufi poet Shah Latif in Sindh, Sachal Sarmast, in his poetry is the leader in regard to the current thoughts and philosophy. In this article, the current scientific points in the poetry of Sachal Sarmast have been presented. The poetry of Sachal Sarmast is not only guiding the people of social sciences but also having numerous points for the students of sciences and researchers.*

سائنس، اس علم کو کہا جاتا ہے جس کی بنیاد تجربات پر ہو اور ہر حقیقی تجربے کی بنیاد خیالی تجربہ پر ہوتی ہے، کیونکہ سب سے پہلے خیال جنم لیتا ہے جو کہ انسانی دماغ کی لیبارٹری میں زیرِ عمل رہتا ہے اور وہاں سے کامیابی کو دیکھنے کے بعد، انسان اپنے وسائل اور ماحول کی مناسبت سے اس خیال کو عملی تجربہ گاہ سے نکال کر حقیقی روپ میں لے آتا ہے تاکہ سب اس کو دیکھ سکیں، محسوس کرسکیں اور استفادہ کرسکیں۔ ایسے لوگ جن کے خیال حقیقی و عملی تجربے گاہ سے گذرنے کے بعد بھی صحیح ثابت ہوں وہ سائنسدان کہلاتے ہیں۔ اس مقالے میں سچل کے چند ایسے خیالات پیش کیے جاتے ہیں جو جدید عملی تجربہ گاہ سے گذرنے کے بعد صحیح ثابت ہو چکے ہیں۔

سچل سرمست اور میڈیکل سائنس

میڈیکل سائنس کی تاریخ اٹھا کر دیکھیے انیسویں صدی کے آغاز میں پورے ہندوستان میں شاید ہی آپ کو صرف ناک، گلے اور کان کا اسپیشلسٹ مل سکے (لفظ اسپیشلسٹ زیرِ غور رہے) اب اکیسویں صدی کا آغاز ہو چکا ہے، اس کے باوجود پاکستان کے بڑے شہروں یا ضلعی ہیڈکوارٹرز کے علاوہ باقی شہروں میں آج بھی یہ اسپیشلسٹ غریب آبادی کے لیے عام نہیں ہے۔

میڈیکل سائنس کے مطابق ناک، کان اور گلہ ایک دوسرے سے اندرون خانہ جڑے ہوئے (Inter related) ہیں، آپ اگر تجربے کے طور پر اپنا منہ اور ناک بند کر کے سانس باہر نکالیں تو کانوں

میں دباؤ محسوس کریں گے، یہ دباؤ میڈیکل سائنس کے مطابق اسٹیچین ٹیوب Eustachian Tube کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اور اسی ٹیوب کی معرفت یہ تینوں (کان، گلہ اور ناک) جڑے ہوئے ہیں، آپ نے یہ بھی ضرور دیکھا یا سنا ہوگا کہ جب کسی کا گلہ زیادہ خراب ہو جائے تو اس کے کانوں سے پانی نکلنا شروع ہو جاتا ہے، یہ اسی EustachianTube ٹیوب کے عمل دخل کی وجہ سے ہوتا ہے۔

سچل سرمست کے کلام کا اگر باریک بینی سے مطالعہ کیا جائے تو آج سے تقریباً سوا دو سو سال پہلے سچل سرمست سائنس کی اس دریافت کو اپنی شاعری کی معرفت لوگوں کے سامنے واضح کرتے ہوئے ملتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

صورت مورت هڪ اٿي، نائي ڏس نيڻن
اکيون ڪن زبان هي وچا جيئن وڃن
ٻپ ٻپ لائي ٻوٻا اهي، ٻبي منجهه ٻبن
پاڻي جي پاڪائي سان، پاڙهين پاڪ ٿين
ائي پهر اچ ۾، عاشق گم رهن
سالڪ سمجهائن، مامن سان ماٺهن ڪي (۱)

ترجمہ:

تو اگر باریک بینی سے دیکھے تو صورت مورت ایک ہی ہے
جس طرح آنکھیں کان اور زبان بیچ سے گذرتی ہیں
پانی میں غوطہ لگا کر غوطہ خور اندر ہی اندر تیرتے ہیں
اور پانی کی پاکائی سے ان کا جسم خود بخود پاک ہو جاتا ہے
اسی طرح دن رات، صاف میدان میں عاشق غائب فکر رہتے ہیں
سالک ، لوگوں کو باتیں اشاروں سے سمجھاتے ہیں

کان اور گلے کے تعلق سے عام آدمی بھی واقف ہے، مگر دوسرے مصرعے میں آپ جو کان اور

زبان کا اندرون خانہ جڑے ہونے کا تعلق بتا رہے ہیں یہ اس وقت عام بات نہیں تھی۔ اس کو سائنس نے عام کیا ہے لیکن سچل اپنے کلام میں یہ بات تقریباً سوا دو سو سال پہلے عوام کے لیے عام کر گئے ہیں۔ دوسرے مصرعے پر اگر آپ دوبارہ غور کریں تو ایک اور مزید حیران کر دینے والی معلومات ہمارے سامنے آتی ہے کہ وہ کان اور زبان (گلے) کے ساتھ ساتھ آنکھ کو بھی جڑا ہوا (Inter Related) بتا رہے ہیں۔

راقم کے موجب اکیسویں صدی کے باوجود میڈیکل سائنس کے لوگوں کو چھوڑ کر آج بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ سائنس اور سوشل سائنس کے لوگ اس چیز سے ناواقف ہوں کہ آنکھ کا بذریعہ ناک گلے اور کان سے بھی تعلق ہے۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ جب دکھ یا تکلیف کے لمحات میں آدمی کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں اور وہ ان پر کنٹرول کرنے کی کوشش کرے تو تھوڑی دیر بعد وہ غائب ہو جاتے ہیں، وہ آنسو ہوا سے خشک نہیں ہو جاتے بلکہ آنکھ اور ناک کے درمیان موجود نیزولیکریمل ڈکٹ ٹیوب (Nesolacrimal Duct Tube) (جو ناک میں کھلتی ہے) کی معرفت ناک سے باہر آ کر اوپر والے ہونٹ پہ آ گرتے ہیں ، یا ناک سے ہوتے ہوئے گلے میں آ گرتے ہیں، اس طرح آپ نے اگر کبھی رات کو سوتے وقت آنکھ میں زیادہ سرمہ ڈالا ہو تو صبح میں سرمہ کے ذائقہ کو آپ نے منہ میں بھی محسوس کیا ہوگا یا پھر جب آنکھ کی دوائی ڈراپس کو استعمال کیا ہوگا تو آنکھ میں ڈالتے ہی آپ نے اس کا ذائقہ گلے میں محسوس کیا ہوگا، دراصل آنکھ میں ڈلنے والی یہ چیز اسی نیزولکریمل ڈکٹ ٹیوب کی معرفت گلے میں پہنچ جاتی ہے۔ اور جب گلہ شدید خراب ہو تو ان ہی راستوں کی معرفت کان، ناک اور آنکھ متاثر ہوتے ہیں۔ اور ان ہی راستوں کی بدولت دوران زکام ناک کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے بھی آنسو نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

اسی سائنسی علم کو صدیاں پہلے سچل سرمست اپنی شاعری میں واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اکيون ڪن زبان هي وچا جيئن وڃن اور آخری مصرعے میں اس کو مزید واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سالڪ سمجهائن، مامن سان ماٺهن ڪي یعنی سالک لوگوں کو کھول کر نہیں بلکہ لوگوں کو اشاروں

سے سمجھا جاتے ہیں۔مطلبِ کلام، ترجمے سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ آپ فلسفہ تصوف کو بیان فرما رہے ہیں،لیکن اس کو سمجھانے کے لیے آپ نے جو پہلی مثال پیش کی ہے وہ خالص جدید میڈیکل سائنس کی ہے۔

سچل سرمست اور باٹنی(علم نباتات)

سچل سرمست نے کائنات میں موجود، اناج، پھل، پھول، پودوں، درختوں، ان میں موجود شاخوں، پتوں یا ان کی ٹھنڈی چھاؤں سے عام آدمی کی طرح ضرورت کی حد تک تعلق نہیں رکھا، بلکہ وہ ان تمام چیزوں کو ایک محقق کی حیثیت سے بڑے غور کے ساتھ نہ صرف خود دیکھتے ہیں بلکہ دوسروں کے لیے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس کے متعلق سوال چھوڑتے ہوئے انہیں بھی سوچ بچار کی دعوت دیتے ہوئے ملتے ہیں شعر ملاحظہ ہو:

ترجمہ:

کس طرح دانے سے بنتا ہے شجر
پھر اسی سے ڈال پتے اور ثمر (۲)

آپ کا تقریباً سوا دو سو سال پہلے اٹھایا ہوا یہ سوال پانچ پی ایچ۔ڈی، کے موضوعات(سچل دور کے پس منظر میں جبکہ آج کے جدید Advancement of Science and Technology دور میں اس سے زیادہ تحقیقی موضوعات پر)پر مشتمل ہے۔دو مصرعوں/سطروں میں پانچ پی ایچ ڈی کے موضوعات کوئی عام آدمی نہیں بلکہ انتہائی تجربہ کار و ماہر نباتات ہی دے سکتا ہے،جس سے صاف واضح ہے کہ سچل سرمست کے اندر ایک نہایت ذہین Botanist بھی زندہ وسلامت تھا۔

سچل سرمست اور علم فلکیات:

آج بھی سندھ پاکستان، ہندوستان بلکہ تقریباً دنیا میں چاند گرہن کے حوالے سے بہت ساری Myths موجود ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ گرہن کے دوران چاند قید ہو جاتا ہے،یا چاند مصیبت میں ہے

اور پھر اس کی بنیاد پر ہزراوں قسم کی متھ Myths نسل در نسل آج بھی لوگوں میں چلتی آ رہی ہیں۔لیکن سچل کا ذہن نہ صرف ان متھس سے آزاد ہے بلکہ بطور ماہر فلکیات بڑی خوبصورتی کے ساتھ چاند کی اس کیفیت کو اپنی شاعری میں یوں بیان کرتے ہیں:

ترجمہ:

چودھویں کے چاند کو کوئی اگر
قید سمجھے اس کو گرہن دیکھ کر
وہ حقیقت میں غلط ہے برملا
چاند تو قیدی نہیں جانے خدا
آسمانی برج میں چھپتا ہے وہ
چند لمحے پردے میں رہتا ہے وہ
برج سے باہر نکلتا ہے وہ جب
روشنی اپنی دکھاتا ہے تب (۳)

سچل سرمست کو نہ صرف خود علم فلکیات میں دلچسپی تھی بلکہ وہ تمام بے خبر انسانیت کو اس میں دلچسپی لینے کی ہدایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آسمان پر آنکھ تیری کا ہے نور
بے نظری کے دید سے سب کچھ ہے دور
راز سب ظاہر کرے تیری نظر
پر نہیں تجھ کو خبر کچھ بے خبر (۴)

سچل سرمست اور METROLOGY(موسمیات)

بادلوں کی جدید درجہ بندی لیوک ہاورڈ نامی ایک انگریز میٹرولوجسٹ کی تحقیق کی بنیاد پر کی گئی، یہ تحقیق ۱۸۰۳ء میں شایع ہوئی (۵) اس کو بنیاد بناتے ہوئے بادلوں کی بناوٹ اور اس کی اصل حقیقت کے متعلق انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا لکھتا ہے:

" The Excess water vapor that it contain then condenses on to microscopic dust or smoke particle called condensation nuclei . This process rapidly gives rise to droplets on the order of 0.0mm(0.0004 inch) in diameter. These droplets usually Present in concentration of few hundred per cubic centimeter, constitute a non precipitating water Cloud". (6)

اسی طرح صفحہ نمبر ۲۰۰ پر بادل کے متعلق اردو جامع انسائیکلوپیڈیا جو بہ اشتراک موسسہ مطبوعات فرینکلن نیویارک سے شایع ہوا لکھتا ہے:

'' بادل: ہوا میں معلق پانی کے چھوٹے چھوٹے قطروں یا یخ کے ذروں کا کثیف مجموعہ، جو ہوا میں بخارات آبی گرد کے خردبینی ذرات کے نواتوں کے گرد جم جانے سے بنتا ہے۔'' (۷)

سچل سرمست فرماتے ہیں:

آیو بحر جوش ۾ تڏهن موجو پٽي ٻاهار ميان
هٽي هٽي آيو نانو ۾ سانوڻ جو سينگار ميان
لڙ منجهون ٿيو اڇو ڪارو، اصل سو درياهه ميان
بيحد رنگ گهڻا ٿيا ٻاهر ڪير ٿيو گمراهه ميان (۸)

ترجمہ:

آیا بحر جوش میں تب موجیں ہیں باہر میاں
ہائے ہائے آیا نام میں کہ، ساون کا سنگھار میاں

فساد سے ہوا سفید کالا، دراصل وہ دریا میاں
بیحد رنگ زیادہ ہوئے باہر ، کون ہوا گمراہ میاں؟

سائنس نے ہمیں دو چیزیں بتائیں:

۱۔ سمندر میں لہروں کے ٹکراؤ (فساد) سے پانی کی پھوار اوپر اٹھتی ہے۔

۲۔ بادل ہوا میں معلق پانی کے چھوٹے چھوٹے قطروں یا یخ کے ذروں کا کثیف مجموعہ ہے، جو ہوا میں بخارات آبی گرد کے خردبینی ذرات کے نواتوں کے گرد جم جانے سے بنتا ہے۔

بادلوں کے متعلق اس سائنسی تشریح کو مدنظر رکھتے ہوئے سچل کے مندرجہ بالا اشعار پر غور کریں تو سچل کے نظریے اور سائنس کی تشریح میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ پہلے مصرعے میں سچل واضح طور پر آسمان میں موجود بادل کو سمندر کی جوشیلی موج بتا رہے ہیں، دوسرے مصرعے میں اس کو مزید واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ساون کا نام لے کر آنے والی وہی موج بحر ہے جو جوش کی وجہ سے اوپر اٹھ گئی تھی، تیسرے مصرعے میں اس کے مختلف روپ سفید یعنی ندی، کالے یعنی نالے یا گندہ پانی اور پانی کے دیگر تمام رنگوں کو سامنے رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں گمراہ نہیں ہوا تمہارے مختلف رنگوں کے باوجود مجھے علم ہے کہ تو وہ ہی سمندر کی جوشیلی موج ہے۔

اب نتائج کے بعد اگر آپ غور فرمائیں تو بادلوں کی جدید درجہ بندی لیوک ہاورڈ نامی ایک انگریز میٹرولوجسٹ کی تحقیق کی بنیاد پر کی گئی، یہ تحقیق ۱۸۰۳ء میں شایع ہوئی، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، اس حساب سے لیوک ہاورڈ سچل سرمست کے ہمعصر ہیں، وہ یورپ میں بیٹھے، جدید آلات کے ساتھ کام کر رہے تھے اور سچل سرمست ایشیا، سندھ کے شہر درازا میں بیٹھے اسی علم کی بنیاد کو بغیر آلات کے سمجھاتے ہوئے ملتے ہیں، حیرانگی کی بات یہ ہے کہ لیوک ہاورڈ ہو یا انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا یا سچل سرمست تینوں کے نتائج ۹۹ نہیں ۱۰۰ فیصد ایک جیسے ہیں ۔

اس تمام کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سچل سرمست حافظ قران تھے اور ایسے حافظ قران جنھیں تمام تفاسیر یاد

تھیں یہ اسی فیضِ علم کا نتیجہ ہے کہ آپ کی شاعری میں موجود پیغامات اور سائنسی تجربات کے نتائج میں یکسانیت ملتی ہے۔

حاصل مقصد یہ ہے کہ سچل سرمست کا کلام صرف سوشل سائنسز کے لوگوں کے لیے راہنما نہیں بلکہ اس میں لاتعداد ایسے نقطے موجود ہیں جو تمام سائنس کے طالبعلموں اور محققوں کے لیے بھی کارآمد ہیں۔ یہ تو چند مثالیں تھیں جو سائنس ثابت کر چکی ہے، لیکن اس میں اور بھی ہزاروں نقطے یقیناً موجود ہونگے جن کو اکیسویں صدی کے سائنسدان تجربات کی مدد سے ثابت کر کے دنیا میں اپنا نام روشن کر سکتے ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ سچل جو ڪلام عرف عاشقي الهام، قاضي علي اڪبر درازي، سچل چيئر شاهہ عبداللطيف يونيورسٽي خيرپور، سنڌ 1995 ص 281

۲۔ مثنوی رازنامہ: عشق سمندر (سچل سرمست کی فارسی مثنویات کا اردو ترجمہ) مترجم: قاضی محمود گل سچل چیئر، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیر پور سندھ جون 2003، ص65۔

۳۔ مثنوی رہبرنامہ، عشق سمندر (سچل سرمست کی فارسی مثنویات کا اردو ترجمہ) ایضاً ص 179۔

۴۔ مثنوی رازنامہ، عشق سمندر (سچل سرمست کی فارسی مثنویات کا اردو ترجمہ) ایضاً ص90۔

۵۔ The New Encyclopedia Birtannica: Vol. 3 MICROPAEDIA, Ready reference (Ceara Deluc) 15th Edition 1995 USA, P. 396.

۶۔ ایضاً

۷۔ اردو جامع انسائیکلو پیڈیا (جلد اول) کوڈ نمبر ISSBN. 969-31-0011-5 شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور بہ اشتراک موسئسہ مطبوعات فرینکلن نیویارک 1987، ص 200۔

۸۔ سچل جو ڪلام عرف عاشقي الهام، قاضي علي اڪبر درازي، سچل چيئر شاهہ عبداللطيف يونيورسٽي خيرپور، سنڌ 1995 ص 99

☆☆☆